مقالات

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبد اللہ الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ ترجمہ: مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی
(چھٹی قسط)

آدابِ دُعاء

۱۱- لیلۃ القدر میں دعاء کرنا:

یہ رات انتہائی بابرکت اور افضل راتوں اور اوقات میں سے ہے۔ اس میں دعاء کرنے والوں اور اللہ سے مانگنے والوں کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذوق و شوق دیکھیں کہ انہوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول، اگر مجھے لیلۃ القدر مل جائے تو کیا دعا کروں؟" آپ نے فرمایا: "یہ دعاء کرنا:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

(مسند احمد ۶/۴۱۹- ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۸۵۰)

"یا اللہ، تو درگزر کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا مجھ سے بھی درگزر فرما!"

۱۲- بارش کے وقت دعاء کرنا:

یہ بھی رحمت کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

"عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَ تَحْتَ الْمَطَرِ"

(المستدرک للحاکم، صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۳۰۷۸)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو دعائیں رد نہیں ہوتیں، اذان کے وقت اور بارش کے وقت!"

دُعاء جن حالتوں میں قبول ہوتی ہے

ان اوقات کے بیان کے بعد جن میں دعاء قبول ہوتی ہے، اب ہم ان حالتوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں دعاء کی قبولیت کی خبر زبانِ رسالت ترجمان سے دی گئی ہے۔

۱۔ مظلوم کی دعاء:

مظلوم کی دعاء، نصرت و مدد کرنے والے اور اسے تسلی دینے والے کے حق میں، اسی طرح مظلوم کی بد دُعاء ظالم کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ ظلم خواہ کسی بھی قسم اور نوع کا ہو:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا تَصْعَدُ اِلَى السَّمَآءِ كَاَنَّهَا شِرَارٌ۔" (المستدرک للحاکم ۲۹/۱)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مظلوم کی بددُعاء سے بچو، یہ آگ کے شعلوں کی مانند آسمان کو جاتی ہے۔"

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهُ لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ۔" (مسند احمد ۱۵۳/۳)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مظلوم خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اس کی بددعاء سے بچو۔ کیونکہ اس کی مقبولیت میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔"

اللہ کی طرف سے بہت جلد اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لَا تَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا ۔۔۔ فَالظُّلْمُ [illegible] بِالنَّدَمِ
نَامَتْ عُيُوْنُكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ ۔۔۔ يَدْعُوْ عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمْ

۱؎ اے انسان! تو صاحبِ اقتدار ہے تو ظلم نہ کر، کیونکہ ظلم کا نتیجہ رسوائی

ہے۔ تیری آنکھیں سو رہی ہیں اور مظلوم بیدار ہو کر بد دعاء کر رہا ہے۔
اور (یاد رکھ) اللہ بھی جاگ رہا ہے!"

۲، ۳۔ مسافر اور والد کی دعاء:

سفر، خصوصاً وہ جو نیکی اور اطاعت کے لیے ہو ___ مثلاً دعوت و تبلیغ کے لیے، عبادت، دینی علم یا ایسے علم کے حصول کے لیے جس سے مقصود قربِ الٰہی ہو، ان تمام سفروں میں دعاء قبول ہوتی ہے۔

جن احادیث میں مسافر کی دعاء کی مقبولیت کا ذکر آیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد نیکی کا سفر ہے، معصیت کا سفر اس مفہوم میں داخل نہیں۔ مسافر کی دعاء کی مقبولیت کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر چونکہ اپنے اہل و عیال اور احباب سے دور ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و حفاظت اس کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے، جو اس کی دعاء کی قبولیت کا سبب بنتی ہے:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ." (ترمذی ۲/۹۷، ۱۷۴ - ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین دعاؤں کی قبولیت یقینی ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم، مسافر اور والد کی دعاء بیٹے کے حق میں!"

یاد رہے کہ اچھا سلوک کرنے والے کے حق میں دعاء اور برا سلوک کرنے والے کے حق میں بد دعاء ہوتی ہے۔

اس حدیث میں، بیٹے کے بارے میں والد کی دعاء کا ذکر بھی آیا ہے ___ بیٹا باپ کی کمائی ہوتی ہے، جیسا کہ اس کا ذکر ایک صحیح حدیث میں آیا ہے۔ ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

"اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِیْكَ." (ابنِ ماجہ)

کہ "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔"

یہ حق کیوں نہ ہو، بیٹے کا وجود باپ کا مرہونِ منت ہوتا ہے، اگر باپ

نہ ہوتا تو بیٹے کا وجود بھی نہ ہوتا۔ بیٹے کے ذمہ باپ کا کس قدر حق ہے؟ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ احادیث میں اولاد کو باپ کی نافرمانی سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح آباء کو بھی اولاد پر بددعاء کرتے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔

اس حدیث میں صرف باپ کا ذکر ہے، ماں کا نہیں۔ اور ماں کا حق تو باپ سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہٰذا اس کی دعاء باپ کی دعاء سے بھی زیادہ قبولیت کی مستحق ہے۔ مشہور عابد وزاہد جریج کا واقعہ مشہور ہے کہ جب اس کی والدہ نے اسے بددعاء دی کہ "تو فاحشہ زانیہ عورتوں کا منہ دیکھے"، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاء کو قبول فرمایا۔

۴، ۵، ۶۔ حاجی، مجاہد اور عمرہ کرنے والے کی دعاء:

ان تین قسم کے آدمیوں کی دعاء بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، اس لیے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہہ کر نکل پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بطورِ جزاء ان کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ" (ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۹۳)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حاجی، عمرہ کرنے والا اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ نے ان کو بلایا، یہ آگئے۔ یہ جو طلب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتے ہیں۔"

یہ کس قدر عظیم المرتبت مہمان ہیں، اللہ غنی وکریم کی طرف سے انہیں جو خصوصی ثواب ومقام ملا ہے، انہیں مبارک ہو!

۷۔ مسلمان کی مسلمان کے حق میں، اس کی غیر موجودگی میں دعاء:

"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ " (مسلم ۲/۳۴۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۱۰)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعاء کرے، تو فرشتہ کہتا ہے" یہ دعاء تیرے حق میں بھی قبول ہو!"

"عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : قَدِمْتُ الشَّامَ فَاَتَيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَلَمْ اَجِدْهُ وَ وَجَدْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ اَتُرِيْدُ الْحَجَّ الْعَامَ ؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ ، فَقَالَتْ : اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا بِخَيْرٍ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ دَعْوَةُ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ !"
(صحیح مسلم ۲/۳۵۰)

"صفوان بن عبداللہ فرماتے ہیں، میں ملک شام میں ابوالدرداء رضی سے ملنے ان کے گھر گیا، وہ تو نہ ملے اور ان کی والدہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا "کیا اس سال حج کرنے کا ارادہ ہے؟" میں نے کہا "جی ہاں!" تو انہوں نے فرمایا "ہمارے حق میں بھی دعاء کرنا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان بھائی کے حق میں، اس کی غیر موجودگی میں جو دعاء کی جائے، قبول ہوتی ہے — دعاء کرنے والے کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب یہ آدمی دعاء کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: "آمین، تیرے حق میں بھی یہی دعاء!"

اس حالت میں کی ہوئی دعاء خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوئی۔ اسلاف میں سے کچھ بزرگوں کی عادت تھی کہ جب اپنے حق میں کوئی دعاء کرتے تو دیگر مسلمانوں کو بھی اس دعاء میں شریک کر لیتے، کیونکہ ایسی دعاء قبول ہوتی ہے۔ اور دعاء کرنے والے کو بھی وہ دعاء شامل ہوتی ہے — (الحمدللہ) یہ لوگ دعاؤں کے اسرار و رموز اور کیفیات سے خوب واقف تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ ذرا اس معاشرے کے متعلق تصور کریں، جس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعائیں کرے — ایسے

معاشرہ کے افراد کی شخصی حالت اور ایمانی مدارج کی بلندی و ترقی کس قدر ہوگی!

دعاء میں ناپسندیدہ امور

دعاء میں چند باتیں ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ ان سے احتراز کیا جائے، تاکہ دعاء اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقبولیت پا سکے۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱۔ تکلف کے ساتھ مقفیٰ کلام کرنا:

"عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ مِنْ هٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ الْاِجْتِنَابَ"

(صحیح بخاری ۱۱/۱۳۸)

"حضرت عکرمہؓ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: "لوگوں کو ہر جمعہ ایک مرتبہ وعظ کیا کرو، اگر اس سے زیادہ کرنا ہو تو دو مرتبہ۔ اور اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہو تو تین مرتبہ (یعنی ایک ہفتہ میں!) —— قرآن سنا سنا کر لوگوں کو تھکا نہ دو۔ جب تو لوگوں کے پاس جائے اور وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو ان کی بات قطع کر کے وعظ کرنے کی بجائے خاموش رہ۔ وہ جب کہیں اور وعظ کا شوق رکھیں تو وعظ کر، لیکن دعاء میں سجع (مقفیٰ کلام، پر تکلف الفاظ) سے اجتناب کر، کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو دیکھا، وہ اس سے بچتے تھے۔"

دعاء میں سجع اور پُر تکلف الفاظ خشوع و خضوع کے منافی ہیں، اسی لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر بلا تکلف اس قسم کے الفاظ زبان پر آ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث اور متعدد دعائیں اس انداز کی مروی ہیں ـــــ ان میں سے ایک یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ" (جامع ترمذی)

"یا اللہ، میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جو نہ ڈرے، ایسی دعاء سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو، ایسے نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ہو۔ اور ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے ـــــ یا اللہ، میں ان چار چیزوں سے پناہ طلب کرتا ہوں!"

ایسے ہی جہاد کے موقع کی دعاء ہے:

"اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، هَازِمَ الْاَحْزَابِ"

"اے اللہ، کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے (میری دعاء قبول فرما!)"

اسی طرح اور بھی بہت سی دعائیں ہیں۔

۲۔ دعاء میں حد سے تجاوز کرنا:

دعاء کرنے والا چونکہ مالک الملک اور رب العالمین سے مخاطب ہوتا ہے، اس لیے اسے جملہ آداب کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ ایک ایک لفظ کا اہتمام کرے اور خوب سوچ سمجھ کر الفاظ ادا کرے، ایسا نہ ہو کہ بعد میں اسے ندامت و پریشانی کا سامنا ہو ـــــ

دعاء میں حد سے تجاوز یوں ہوتا ہے کہ انسان ایسی چیز اللہ سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی میں منع اور حرام کر رکھی ہے۔ مثلاً اصحابِ موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ دکھایئے۔ ان کی اس

غلطی کے سبب بجلی کی کڑک نے ان کو آلیا :

" فَقَالُوٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلۡمِهِمۡ " (النساء : ۱۵۳)

جو لوگ دعاؤں میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

" اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَّخُفۡيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ " (الاعراف : ۵۵)

" اپنے رب کو عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارو، وہ یقیناً حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

اسلاف میں کسی بزرگ سے پوچھا گیا، کوئی ایسی آیت بتلائیں، جس میں اللہ تعالیٰ کا بندوں پر مہربانی کرنا سب سے زیادہ بیان ہوا ہو، تو اس بزرگ نے جواب دیا ایسی آیت یہ ہے :

" وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰى لِمِيۡقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰٮنِىۡ وَلٰـكِنِ انْظُرۡ اِلَى الۡجَـبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰٮنِىۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ " (الاعراف : ۱۴۳)

" جب موسیٰ (علیہ السلام) ہماری ملاقات کے لیے آئے اور اللہ نے ان سے کلام کی، تو موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی، " یارب، مجھے اپنی زیارت کروائیے، میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔" اللہ نے فرمایا " تُو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا، تو تُو مجھے عنقریب دیکھ لے گا۔" پھر جب اللہ نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی، تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا، " یا اللہ تُو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے

میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔"
حد سے تجاوز کی ایک دوسری صورت وہ بھی ہے جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے
—— حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا، وہ دعاء کر رہا تھا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ نَعِیْمَھَا وَ بَھْجَتَھَا وَکَذَا وَکَذَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِھَا وَاَغْلَالِھَا وَکَذَا وَکَذَا۔"

"یا اللہ میں جنت کی نعمتوں اور رونقوں کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم اور اس کی زنجیروں اور طوقوں سے پناہ مانگتا ہوں۔" تو حضرت سعدؓ نے فرمایا، "بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "سَیَکُوْنُ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَآءِ۔" کہ "عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو دعاؤں میں حد سے تجاوز کریں گے۔" لہٰذا تو ان جیسا نہ بن! اگر تجھے جنت ملی تو اپنی نعمتوں سمیت ملے گی۔ اور اگر تجھے جہنم سے بچا لیا گیا تو جہنم کے تمام عذابوں سے بھی نجات ہوگی۔" (ابوداؤد: ۱۴۶۷)

۳۔ جلدی سزا کی دعاء کرنا:

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "ھَلْ کُنْتَ تَدْعُوْ بِشَیْءٍ قَالَ: نَعَمْ، کُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ مَا کُنْتَ مُعَاقِبِیْ بِہٖ فِی الْاٰخِرَۃِ فَعَجِّلْہُ لِیْ فِی الدُّنْیَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا تُطِیْقُہٗ اَوْ لَا تَسْتَطِیْعُہٗ اَفَلَا قُلْتَ، اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ؟ قَالَ فَدَعَا اللّٰہَ لَہٗ فَشَفَاہُ"

(مسلم ۲/۳۴۱، ترمذی ۵۹/۹ ۴، مسند احمد ۳/۱۰۷)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی بیمار پرسی کی، اسے دیکھا کر وہ کمزوری سے چڑیا کے بچے کی مانند ہوگیا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "کیا تُو کوئی خاص دعاء کیا کرتا تھا؟" اس نے کہا "جی ہاں میں دعاء کرتا تھا:

"یا اللہ تُو مجھے آخرت میں جو سزا دینا چاہتا ہے، وہ دنیا میں ہی دے لے!" آپؐ نے فرمایا، سبحان اللہ، تمہیں اس کی استطاعت کہاں؟ تجھے تو یہ دعاء کرنی چاہیئے تھی: "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

"یا اللہ، ہمیں دنیا اور آخرت میں اچھائیاں عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ!" راوی کہتے ہیں اس نے یہ دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جلدی سزا کی دعاء نہیں کرنی چاہیئے۔ نیز اس دعاء "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا۔ الخ" کی فضیلت بھی اس سے ثابت ہوئی۔ علاوہ ازیں مریض کی عیادت کرنے اور اس کے لیے دعاء کرنے کا استحباب بھی معلوم ہوا۔

۴۔ اپنے اوپر، اہل پر اور مال پر بددعاء کرنا:

کبھی کبھی انسان جب غصے میں ہوتا ہے تو بغیر سوچے سمجھے ہر چیز پر لعنتیں اور بددعائیں کرنے لگتا ہے، یہ بات اچھی نہیں۔ اس سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی خَدَمِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا

مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُنبَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ"

(ابوداؤد : ۱۵۱۸)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے اوپر، اپنی اولادوں، خادموں اور مالوں پر بددعائیں نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت کا ہو، اور تمہاری بددعاء قبول ہو جائے۔"

۵۔ امام صرف اپنے لیے دعاء نہ کرے:

"عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ، فَإِذَا نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يَؤُمُّ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَقُومُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ حَقِنٌ"

(ترمذی۔ مسند احمد ۵/۲۸۰)

"حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: "انسان کے لیے دوسرے گھروں میں بلا اجازت دیکھنا حلال نہیں، جب دیکھ لیا تو گویا اندر داخل ہو گیا۔ اور نہ ہی کوئی شخص لوگوں کی امامت کراتے ہوئے لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعاء کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو گویا اس نے اپنے مقتدیوں کی خیانت کی۔ نیز پیشاب یا پاخانہ روکے ہوئے نماز کے لیے کھڑا نہ ہو!"

یہ بات ذوق، انصاف اور اخلاق کے منافی ہے۔ کہ امام صرف اپنے لیے دعاء کرے اور مقتدیوں کے لیے نہ کرے۔

۶۔ رحمت کو محدود کرنا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا ، فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ ۔" (صحیح بخاری ۱۰/۴۳۸)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں کھڑے ہوئے تو نماز میں ایک اعرابی نے یوں دعا کی : "یا اللہ، مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا "تو نے ایک بے پایاں چیز یعنی اللہ کی رحمت کو محدود کر دیا۔"

اپنے مسلمان بھائیوں سے محبت کا تقاضا ہے کہ انہیں بھی دعاء میں شریک کیا جائے۔ یہ کوئی اچھی عادت نہیں کہ صرف اپنے لیے دعاء کرے اور دوسروں کو نظر انداز کر دے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے ۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔" (الاعراف: ۱۵۶)

"میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔"

۷۔ موت کی تمنّا کرنا:

"عَنْ قَيْسٍ قَالَ : اَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْ لَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ۔" (بخاری: ۱۱/۵۰)

"حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، میں خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، تو وہ سات مرتبہ داغ لگوا چکے تھے۔ کہنے لگے، "اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعاء سے روکا نہ ہوتا تو میں موت کی دعاء کر لیتا۔"

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ ."

(حوالہ مذکور)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی کسی دکھ اور پریشانی کے سبب موت کی تمنا نہ کرے۔

اور اگر موت کی تمنا ضروری کرنا ہو تو یوں کہے:

" اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ "

"یا اللہ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ۔ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے موت دے دینا!"

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا " اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى " کہنا ثابت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپؐ کے ساتھ خاص ہے۔[1]

اوپر کی حدیث میں جو ذکر آیا ہے کہ اگر موت کی تمنا ضروری کرنا ہو تو یوں کہے ..... الخ" اس سے مراد یہ ہے کہ جب انسان کو دین کے بارہ میں فتنوں، امتحانوں اور آزمائشوں کا خطرہ ہو تو یہ دعاء کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا اور دعاء سے منع اس لیے فرمایا ہے کہ زندگی ہمارے لیے بہتر ہے:

" عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ

[1] یہ تاویل اس صورت میں کریں گے جب اس دعاء کا مفہوم موت کی دعاء ہو۔ حالانکہ آپؐ نے موت کی دعاء نہیں کی، کیونکہ اس کا معنیٰ ہے، "یا اللہ میں بلند مخلوق کا ساتھ پسند کرتا ہوں" (مترجم)

قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُ اِنَّهُ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ

وَاَنَّهُ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهُ اِلَّا خَيْرًا" ، ،

(مسلم ۸/۱۷)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص موت کے آنے سے پہلے اس کی دعاء اور تمنا نہ کرے۔ کیونکہ موت کے آنے سے انسان کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جبکہ مومن کو اس کی عمر نیکیوں کے لحاظ سے بڑھاتی رہتی ہے۔"

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت سے کس درجہ شفقت تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہمارے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ـــــــ صلی اللہ علیہ وسلم!

۸۔ گناہ کی دعاء کرنا اور قبولیت کے لیے جلدی کرنا:

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ"

(صحیح مسلم ۵۲/۱۷)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تک بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بندے کی دعاء قبول فرماتے رہتے ہیں۔" پوچھا گیا "یا رسول اللہ، جلد بازی کا مفہوم کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "یوں کہنا کہ میں نے دعاء کی لیکن قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ اور پھر ناامید ہو کر دعاء کرنا ترک کر دے۔"

مومن کو صفتِ صبر سے موصوف ہونا چاہیئے، جلد بازی صبر کے منافی ہے۔

(جاری ہے)